تحفیظ القرآن الکریم

قرآن پاک حفظ کرانے کا طریقہ

مولانا مشرف علی تھانوی
مہتمم: دار العلوم الاسلامیہ لاہور

شعبہ نشر و اشاعت

شعبہ نشر و اشاعت
دار العلوم الاسلامیہ (رجسٹرڈ)
کامران بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
فون نمبر ۴۳۰۹۸۱
فون نمبر ۵۳۰۴۲۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حفظ قرآن ایک نعمت عظمیٰ

قرآن مجید حق تعالیٰ کی عظیم کتاب ہے' خالق کائنات متکلم حقیقی کا یہ کلام بھی مخلوق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفت قدیم ہے' تمام آسمانی کتابوں میں عظیم تر' تمام احکام الہٰیہ کی جامع' بزرگی و تقدس میں سب سے ارفع واعلیٰ مقام کی حامل'

جس کے نازل کرنے کے لئے جو فرشتہ منتخب کیا وہ تمام فرشتوں میں سب سے افضل' جو نبی منتخب کئے گئے وہ تمام انبیاء کے سردار' جو مہینہ منتخب کیا گیا (رمضان المبارک) وہ تمام مہینوں کا سردار...... جو رات منتخب کی گئی وہ تمام راتوں سے افضل' جو زبان منتخب کی گئی وہ تمام زبانوں کی سردار اور جو امت منتخب کی گئی وہ تمام امتوں میں اعلیٰ وارفع امت ہے۔

اس کتاب میں جو سیاہی استعمال کرلی جائے اور جو کاغذ اس میں لگ جائے اس کا یہ مقام ہے کہ لایمسه الا المطهرون (یعنی بغیر پاکی حاصل کئے ہوئے اس کو ہاتھ بھی مت لگاؤ) حتی کہ جو کپڑا بطور چولی اور جزدان کے استعمال ہو وہ تمام کپڑوں میں باعث فخر ومباہات ہے۔

تو جس دماغ نے اس کو سمجھا' جس حافظے نے اس کو اپنے اندر سمویا' جس زبان نے اس کی تلاوت کی' جس کان نے اس کی سماعت کی اور جو قلب اس کی طرف متوجہ ہوا کائنات عالم میں سب سے زیادہ خیر اور فضیلت کا مصداق کیوں نہ قرار دیا جائے۔ اسی کو حدیث مبارکہ میں فرمایا گیا کہ خیرکم من تعلم القران و علمه (تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید سیکھے اور سکھائے)

کائنات عالم کا وہ جوہر بیداد جس کی تمام صلاحیتیں قرآن مجید سیکھنے' سکھانے' پڑھنے پڑھانے میں صرف ہوگئیں یقیناً دنیا و آخرت کی تمام فضیلتیں و منقبتیں اس کے لئے مختص ہیں۔ ارشاد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہے اشراف امتی حملة القران و اصحاب الليل (جامع صغیر ص ۱۴۱ ج ۱) اگر اس کے والدین کو قیامت میں ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے زیادہ ہوگی تو خود اس آفتاب عالم تاب کو کیا اعزاز دیا جائیگا اس کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟

کلام خداوندی کا یہ ترجمان اللہ کی صفت کلام کا محافظ و مبلغ' جس کی سفارش خاندان کی دس پشتوں کی نجات کا ذریعہ' جس کی خاک پا بادشاہوں کی آنکھوں کا سرمہ' جس کی رفعت و منزلت وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا کہ جسے خالق کائنات خود حکم دے کہ قرآن سناؤ ہر آیت پر تم کو جنت کا ایک درجہ دیا جائے گا اور جنت میں تیرا مقام وہ ہوگا جہاں تو پڑھتا پڑھتا خود ٹھہر جائے۔ کیا ٹھکانہ ہے' جنت کی رفعتیں گویا ہاتھ میں دے دی گئیں' کلام اللہ کی قبر میں سفارش کو مقدر بنا دیا گیا...... یہ تمام فضیلتیں اور منقبتیں یہ تمام اعزاز واکرام حفظ قرآن ہی کے ثمرات تو ہیں۔

حفظ قرآن میں مشغول ہوجانے والا بچہ اگر تمام تر خیر و فضل کو اپنے دامن میں سمیٹ لیتا ہے تو تمام تر تقدس و بزرگی بھی اس کی پیشانی میں جمع ہوجاتی ہے۔ اس لئے قابل صد احترام ہے یہ بچہ استاد کے لئے بھی اور والدین کے لئے بھی۔

کیوں نہ ہو جبکہ نبیِ اُمّی فداہ ابی وامی کی یہ بشارت ہو کہ الماھر بالقران مع السفرة الكرام البررة والذی یقرا القران و یتتعتع فیه وھو علیه شاق فله اجران (جمع الفوائد ص ۱۶۵ ج ۲) کہ جو شخص قرآن پاک کا ماہر ہو وہ مکرم و برگزیدہ فرشتوں کے ساتھ رہتا ہے اور جو اس کی تلاوت کرتے وقت اٹکتا ہو اس حد تک کہ گرانی کا باعث ہو مگر پھر بھی پڑھتا رہے اس کا دوہرا اجر دیا جائے گا۔

دنیا و مافیہا کی دولتیں اس کے لئے مقدر کر کے اس کو غنی بنا دیا جاتا ہے جس کے غناء کی بشارتیں بھی رب غنی کے پیغمبر غنی نے اس طرح عطا فرمائی کہ القران غنی لافقر بعده ولا غنی دونه (جمع الفوائد ص ۱۶۲ ج ۲) (قرآن مجید ایسا غناء ہے کہ اس کے بعد کبھی فقر نہیں آتا اور ایسا غناء قرآن پاک کے علاوہ کہیں سے نہیں مل سکتا)

پڑھنے والے کی فضیلت و کمال کا اندازہ کون کر سکتا ہے یہاں تو حکم یہ ہے کہ من استمع الی ایة من کتاب الله کتبت له حسنة مضاعفة ومن تلاھا كانت له نورا یوم القیامة (جمع الفوائد ص ۱۶۲ ج ۲)

(جو کتاب اللہ کی ایک آیت کو سننے کے لئے متوجہ ہو گیا اس کے مقدر میں ایسی نیکی لکھ دی گئی جو ہمیشہ بڑھتی ہی رہے گی اور جو اس کی تلاوت کرے گا اس کے لئے تو قیامت میں نور ہی نور ہو گا)

ظاہر ہے اتنی مقدس کتاب کہ جس کا پڑھنا، سننا، دیکھنا، ہاتھ لگانا اور گھر میں رکھنا سراپا خیر ہی خیر ہے اس کے آداب کا لحاظ رکھنا بھی انتہائی ضروری ہے۔

اس وقت اس پہلو کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے کہ جو والدین بڑی تمناؤں اور آرزوؤں سے بچہ کو قرآن پاک حفظ کرانے کے لئے مدارس میں داخل کرتے ہیں اور اساتذہ برسوں کی محنت شاقہ کے باوجود اس کو حفظ کرانے میں کامیاب نہیں ہو پاتے یا والدین کی توقعات سے بہت زیادہ وقت صرف ہو جاتا ہے یا حفظ کرنے کے باوجود بچہ کو قرآن مجید یاد نہیں رہتا اس کی کیا وجوہ ہیں۔ اس مضمون میں صرف اسی عنوان پر گفتگو کی گئی ہے۔

حفظ کی رفتار سست ہونے یا حفظ نہ کر سکنے کی وجوہ

درجات حفظ میں کسی بچہ کے ناکام ہونے اور نہ پڑھ سکنے یا سست پڑھنے کی متعدد وجوہ ہوتی ہیں۔ بچہ کے بارہ میں کسی استاد کو یہ فیصلہ کرنے سے پہلے کہ "یہ بچہ نہیں پڑھ سکتا" ان وجوہ کا جائزہ لینا لازمی ہے جو بچہ کی طرف سے یا اس کے والدین یا ماحول کی طرف سے پیش آتی ہیں یا خود استاد کی طرف سے موانع ہیں۔ جب تک ان وجوہ کا جائزہ لے کر ان کے ازالہ کی بھرپور کوشش نہ کی جائے اس وقت تک نہ پڑھ سکنے کا فیصلہ کرنا سراسر ناانصافی ہو گا۔ مبادا بچہ کی محرومی کا استاد یا مہتمم یا والدین سے مواخذہ نہ ہو جائے۔

بچہ کی طرف سے موانع...... بعض مرتبہ بچہ ہی کی طرف سے موانع پیش آتے ہیں مثلاً

(۱) بچہ کا ذہن کمزور ہے۔ (ایک ایک آیت کو بیس پچیس مرتبہ کہتا ہے تب یاد ہوتی ہے مگر یاد

کرنے کے بعد محفوظ ہو جاتی ہے)

(۲) حافظہ کمزور ہے۔ (ایک دو مرتبہ کہنے سے الفاظ تو زبان پر چڑھ جاتے ہیں مگر وقتی طور پر یاد ہو جانے کے باوجود بھی یاد نہیں رہتا۔

(۳) فطرتاً شریر ہے۔ (یاد کرنے سے یاد ہو جاتا ہے اور یاد بھی رہتا ہے مگر شرارتوں کی وجہ سے ذہن اس طرف متوجہ نہیں ہوتا)

(۴) گھر میں دوسرے بہن بھائیوں کا ماحول آزاد ہے ہر وقت کھیل 'تفریح' ریڈیو 'ٹی وی کا ماحول ہے' یہ وجہ بھی ایک بہت بڑا مانع بنتی ہے۔

(۵) بچہ دماغی یا جسمانی بیماری کا شکار ہے تب بھی اس کی کارکردگی بہتر نہیں ہو سکتی۔

(۶) مسلسل بے توجہی کا شکار رہنے کی وجہ سے دل اچاٹ ہو گیا۔

(۷) جس قرآن مجید میں ناظرہ پڑھا ہے اس میں حفظ نہیں کر رہا بلکہ قرآن مجید بدل دیا گیا۔ یا دوران حفظ قرآن پاک بدل دیا گیا۔

(۸) قاعدہ میں ہجے اور رواں کی مشق نہیں کرائی گئی اور ناظرہ پڑھائے بغیر حفظ شروع کرا دیا گیا۔

والدین کی طرف سے موانع

بعض مرتبہ والدین کی طرف سے موانع پیش آتے ہیں۔ مثلاً

(۱) والدین میں ذہنی ہم آہنگی نہیں باپ چاہتا ہے کہ بچہ قرآن مجید حفظ کرے ماں چاہتی ہے انگریزی پڑھے یا اس کے برعکس ہے۔

(۲) والدین تو چاہتے ہیں مگر خاندان کا ماحول موافق نہیں۔

(۳) والدین کی طرف سے بچے کا کماحقہ تعاون نہیں ہوتا ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ کا ماحول ہے گھر میں پڑھنے اور یاد کرنے کا ماحول فراہم نہیں کیا جاتا۔

(۴) ماں باپ کی غربت و افلاس میں ابتلاء کی وجہ سے گھر میں ہر وقت تنگ دستی کا ذکر رہنا بھی بچہ کی بے رغبتی کا سبب بن سکتا ہے۔ جس سے سست رفتاری لازمی ہے۔

(۵) ماں باپ کا بہت زیادہ لاڈ اور ہر وقت ناز و نعم کا اہتمام بھی رفتار پر اثر انداز ہوتا ہے۔

استاد کی طرف سے موانع

بعض مرتبہ بچوں کے نہ پڑھ سکنے کا سبب استاد کی طرف سے ہوتا ہے۔

(۱) استاد کے پاس بچے زیادہ ہیں اس لئے وہ پوری توجہ مبذول نہیں کر سکتا۔

(۲) استاد کی تنخواہ کم ہے وہ معاشی پریشانی کو دور کرنے کے لئے ٹیوشن پڑھاتا ہے۔ اس لئے بچوں کو پورا وقت نہیں دے سکتا۔

(۳) استاد کسی پریشانی میں مبتلا ہے اس لئے وہ درسگاہ میں حاضر رہنے کے باوجود ذہناً غائب رہتا ہے جس کا بچوں پر اثر پڑتا ہے۔

(۴) استاد چھٹیاں زیادہ کرتا ہے اور نائب کی نیابت قابل اعتماد نہیں۔

(۵) استاد بچوں کا خود سننے کے بجائے دوسرے بچوں سے سنوانے پر قناعت کرتا ہے۔

(۶) استاد مزاجاً بہت سخت ہے ہر قوت مار پیٹ سے بچوں کو خوف زدہ رکھتا ہے۔

(۷) استاد بہت ہی نرم ہے بچے شرارتیں کرتے رہتے ہیں تب بھی وہ سختی نہیں کرتا۔

(۸) استاد تبدیل ہو گیا دوسرا اور تیسرا استاد آگیا جس سے انس میں وقت درکار ہے۔

(۹) استاد کا تعلیم کے اوقات میں درجہ سے غائب ہونا طلباء میں فتنہ کو جنم دیتا ہے۔

(۱۰) استاد میں رغبت الی الامارد کا شبہ بھی ہو تو اس سے نہیں پڑھوانا چاہئے۔ ایسے استاد کو فوراً علیحدہ کر دینا ضروری ہے۔

حفظ کرانے کا طریقہ

تعلیمی ملفوظات...... بچہ کو حفظ شروع کرانے سے قبل اس کو ناظرہ پڑھانا ضروری ہے اور ناظرہ میں اس بات کا لحاظ ازبس ضروری ہے کہ۔

(۱) اگر بچہ ہجوں پر بے تکلف قادر ہو تو رواں پڑھنے میں بھی قطعاً جھجک نہ ہو۔

(۲) مخارج اور صفات کی رعایت کا عادی ہو۔

(۳) کسی حرف میں مخرج کے بارہ میں غفلت صرف توجہ دلانے سے دور ہو جائے۔

اگر بچہ میں ناظرہ کی یہ کیفیت نہیں ہے تو حفظ میں اس خامی کو دور کرنا بچہ کو دوہری مشقت میں مبتلا کر دے گا۔ اگر ناظرہ میں یہ کمی دور ہو گئی تو انشاء اللہ بہت جلد حفظ ہو جائے گا اور نہ صرف حافظ ہو جائے گا بلکہ نصف قاری بھی ہو جائے گا۔

حفظ شروع کرانے کے لئے اس طریق کار پر عمل کرنا استاد اور شاگرد دونوں کے لئے راحت اور سہولت کا باعث ہوتا ہے۔

(۱) سبق بچہ کی صلاحیت کے مطابق نسبتاً کم دیں۔

(۲) سبق روزانہ پڑھائے حتی المقدور ناغہ نہ کرے۔

(۳) پڑھا ہوا سبق جب تک طالب علم سنا نہ لے اگلا سبق نہ پڑھائے۔

(۴) سبق کو استاد حدر کے انداز میں مخارج' اخفاء' اظہار' ادغام' غنہ' مد' قصر' تفخیم اور ترقیق کا پورا لحاظ کر کے بچہ کو خود کہلوائے اور ممکن ہو تو دو یا تین مرتبہ کہلوا دے۔ حکم ربانی ہے ورتل القران ترتیلا

(۵) اوقاف کا خاص خیال رکھا جائے آیت پر وقف کی عادت ہو یا ط۔ ج قف وغیرہ پر اگر درمیان میں وقف کرنا پڑے تو اعادہ جملہ سے ہو غلط اعادہ کرنے سے بعض مرتبہ معنی فاسد ہو جاتے ہیں جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

(۶) اس بات پر کڑی نظر رہے کہ استاد حروف کو جس طرح ادا کر رہا ہے بچہ اسی طرح ادا کرے اس میں ذرا سی غفلت بچہ میں ہمیشہ کی غلطی پختہ کر دیتی ہے۔ غلطی پر پنسل کا نشان لگا دیں یاد ہو جانے پر

مٹا دیں۔

(۷) اس بات کی تاکید کی جائے کہ بچہ یاد کرتے وقت بھی جلدی جلدی نہیں پڑھے گا بلکہ ہر حرف کی ادائیگی میں مخارج اور صفات کا لحاظ کرے گا۔

(۸) متشابہات کے مقام پر سبق کے وقت یہ ہرگز نہ بتایا جائے کہ فلاں جگہ یہ اس طرح آتا ہے بلکہ یہاں جس طرح ہے اس کا تلفظ بچہ کی زبان پر رواں کرا دیا جائے۔

(۹) سبق پڑھنے اور یاد کرنے میں اس کی تاکید کی جائے کہ بچہ مصحف کی سطروں پر نظر جمائے رکھے۔ محض استاد کی قرات کو زبانی سن کر دہرانے کی کوشش نہ کرے۔

(۱۰) جب بچہ سبق یاد کر کے سنائے تو معمولی غلطی کو بھی نظرانداز نہ کیا جائے۔ اگر پورا سبق ایک دم یاد نہ ہو سکے تو دو یا تین قسطوں میں اس طرح یاد کرے کہ ایک قسط یاد کر کے استاد کو سنائے پھر دوسری پھر تیسری اور اس کے ساتھ مکمل سبق۔

(۱۱) ہر سبق کے بعد گزشتہ ایک ہفتہ کے اسباق ضرور سنے جائیں۔

(۱۲) سات سبق میں اگر کسی جگہ متشابہ لگ جائے تو دونوں مقام کھول کر بچہ کو صرف دکھا کر جو یہاں ہے (جو سنا رہا ہے) اس کا تلفظ دو تین مرتبہ کہلوا کر زباں پر رواں کرا دیا جائے۔

(۱۳) سبق اور سات سبق میں حرف چبانے غلط پڑھنے کا تحمل کرنا بچہ کو منزل کی شدید مشقتوں میں مبتلا کرتا ہے ایسا ہرگز نہ کرنا چاہئے۔

(۱۴) سبق مغرب اور عشاء کے درمیان یاد کرانا بہت مفید ہوتا ہے۔ اس وقت یاد کیا ہوا سبق بچہ صبح آتے ہی سنا کر ذہنی بوجھ سے فارغ ہو جاتا ہے۔

(۱۵) اگر بچہ کو صبح کو سبق یاد نہ ہو تو اس کا صبح کا سارا وقت سبق یاد کرانے میں صرف کرنا اور اس کے لئے بچہ کے کان پکڑوانا' کرسی بنانا' کھڑا کرنا اس کو مارنا پیٹنا' سب غیر مفید اور لاحاصل ہے ایسی صورت میں بچہ کو سبق کا کام موقوف کر کے اس سے سات سبق اور اس کے بعد منزل کا پارہ سننے پر قناعت کرنی چاہئے' جب وہ ان دونوں کاموں سے فارغ ہو جائے تب سبق کے کام پر دوبارہ مشغول کرنا چاہئے۔

(۱۶) غصہ کے وقت کبھی بچہ کو سزا نہ دے بلکہ پہلے غصہ کو ٹھنڈا کرنے کی تدبیر کرے اس کے بعد مناسب سزا دے

(۱۷) مار پیٹ سے حتی المقدور پرہیز کرنا چاہئے اور نہایت محبت و شفقت سے ایک حقیقی باپ سے زیادہ برتاؤ کرنا چاہئے۔ چہرہ پر مارنا تو جائز ہی نہیں۔

(۱۸) مسابقہ کا عمل بچہ کی کامیابی میں کافی موثر ہے یعنی قریب سبق والوں میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کا ذوق پیدا کریں۔

(۱۹) چھوٹی سورتوں کی طرف سے اگرچہ بچہ کو یاد کرنے میں سہولت ہوتی ہے مگر کیونکہ یہ ترتیب نظم منزل کے خلاف ہے اگر بچہ کی ضرورت سے شروع کرایا گیا ہے تو چند سورتوں کے بعد جب بچہ چل

پڑے تو پہلے تیسواں پارہ سورۃ عم کی طرف سے آخر تک پڑھا دیا جائے۔ اس کے بعد پارہ اول سے شروع کرایا جائے۔ آخر کی طرف سے قرآن پاک پڑھانا اگرچہ قدرے سہل ہے مگر سوء ادب ہے۔

(۲۰) پہلے دس پاروں تک منزل نصف پارہ سے زیادہ نہیں سننی چاہئے اور دس پاروں تک پہنچنے کے بعد ایک پارہ سے کم نہیں ہونی چاہئے۔

(۲۱) سبق، سات سبق یا منزل کا خام سن کر درگزر کرنا بچہ کے لئے مستقبل میں تکالیف کا دروازہ کھولنا ہے جو یقیناً بہت برا ہے۔

(۲۲) سبق پر روزانہ تاریخ ڈالنے سے بچے کی ذہنی صلاحیتوں کا جائزہ لینے میں بہت مدد ملتی ہے۔

(۲۳) لباس کی صفائی، جسم کی پاکیزگی اور جگہ و ماحول کی خوبصورتی بھی حفظ کے طلباء کی ذہنی صلاحیتوں کو جلا بخشتی ہے۔

(۲۴) مسلسل تین چار چھٹیوں کے بعد بچہ آئے تو پہلے اس کے سات سبق کی نگرانی ازبس ضروری ہے اس کے بعد سبق شروع کرانا چاہئے۔

(۲۵) کسی بچہ کا حفظ کرنا جیسے والدین کے لئے سعادت عظمیٰ ہے استاد کے لئے بھی نعمت عظمیٰ ہے۔ طلباء کو حق تعالیٰ کی نعمت، مہمانان شریعت اور محسنین مقدس سمجھ کر ان کی قدر کرنا چاہئے اور دل سے ان کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں۔

(۲۶) تکمیل حفظ کے بعد منزل سنا کر قرآن پاک کے کم از کم تین دور اس طرح مکمل کرنا ازبس ضروری ہے کہ پہلا دور ایک ایک سپارہ کر کے دوسرا دور دو دو سپارہ کر کے اور تیسرا تین تین سپارے سنا کر۔ اس طرح یاد کیا ہوا قرآن مجید انشاء اللہ جلدی نہیں بھولے گا۔

اس کے بعد روزانہ ایک سپارہ پڑھنے کا معمول زندگی بھر رکھنا چاہئے۔

نوٹ...... قاعدہ اور ناظرہ پڑھنے میں جن باتوں کا لحاظ ضروری ہے وہ علیحدہ مضمون میں بیان کی گئی ہیں ایک استاد کے لئے ان کا ملاحظہ کرنا بھی ضروری ہے۔

امتحان کے ضابطے

(۱) امتحان لیتے وقت اس اصول کو ضرور ملحوظ رکھنا چاہیئے

یسرا و لا تعسرا بشرا و لا تنفرا

(آسانی کرو تنگی نہ کرو خوش خبری دو نفرت نہ پیدا کرو)

(۲) امتحان کے لئے پڑھے ہوئے اکثر پاروں میں سے سوال کرنا چاہئے اس لئے ۵ پاروں کے طلباء سے کم از کم ۳ سوال کریں ۱۰ پاروں کے طلباء سے کم زا کم ۵ سوال کریں۔ ۱۵ پاروں کے طلباء یا اس سے زائد کے طلباء اگر منزل کا پارہ روزانہ سناتے ہیں تو ان سے کم از کم آٹھ جگہ سے سنیں۔

(۳) نتیجہ کے نمبر لگانے سے قبل کل نمبروں کو دو حصوں میں تقسیم کریں نصف یاد کے اور نصف ادا کے۔

ا۔ پھر یاد کے نمبروں کو جتنے سوالات کرنے ہوں اتنے پر تقسیم کر لیں مثلاً بچہ کے ۲۰ پارے ہو چکے

ہیں ان میں سے آپ ۸ جگہ سے سننا چاہتے ہیں اور یاد کے کل نمبر ۵۰ ہیں تو ایک غلطی پر ۶ نمبر کٹ جائیں گے دو غلطیوں پر ۱۲ کٹ گئے علی ہذا القیاس جتنے نمبر بھی اس کو ملیں گے وہ اس کا حق ہو گا۔

ب۔ اسی طرح ادا کے نمبروں کو پہلے تقسیم کریں کہ کل ۵۰ ان کو تقسیم کرنے کے لئے ضابطہ یہ ہے کہ جن حروف کی ادائیگی کو جانچا جاتا ہے وہ یہ ہیں ث ح خ ذ ز س ش۔ ص ض ط ظ ع غ ق۔ ان میں سے ذ ز ظ میں سے کوئی ایک آواز تو ضرور نکالے گا دو میں کمی ہوگی اسی طرح ث س ص میں سے ایک تو نکالے گا دوسرے دو میں غلطی ہوگی اس طرح غلطی کا احتمال ۱۰ حرفوں میں ہے حرفوں کے مخارج کے علاوہ معروف و مجہول اور مدوقصر کی غلطی بھی ہوتی ہے اس لئے کل نمبروں کو ادائیگی جانچنے کے لئے ہمیشہ ۱۲ پر تقسیم کیا جاتا ہے کل ۵۰ ہوں تو ایک غلطی پر صرف ۴ نمبر کٹتے ہیں۔

اس طرح نمبر لگانے میں کبھی غلطی کا احتمال نہیں ہوتا اور کسی بچہ کے ساتھ ناانصافی کا شائبہ بھی باقی نہیں رہتا۔

(۴) سوال کرنے سے قبل بچہ کو مانوس کرنا چاہئے خوف زدہ نہیں کرنا چاہئے۔

(۵) سوال میں دانستہ مشکل مقامات یا متشابہات کا انتخاب نہیں کرنا چاہئے۔

(۶) غلطی آنے پر فوراً اس کو غلطی تصور نہ کرے بلکہ حتی المقدور بچہ کی مدد کرے خواہ پیچھے سے پڑھوا کر یا ایک دو لفظ بتا کر۔ بالکل ہی نہ چل سکے تب غلطی تصور کی جائے۔

(۷) نتیجہ حتی المقدور بچوں سے مخفی رکھا جائے قبل از وقت معلوم ہونے سے کم نمبر والوں کی تحقیر ہوتی ہے۔

(۸) نمبر لگاتے وقت یہ بات ملحوظ رہے کہ آپ جواب میں غلطی کی نشاندہی کریں گے اور جس غلطی کے نمبر کاٹے ہیں اس کی معقول وجہ آپ کے پاس ہو۔

مشرف علی تھانوی

مہتمم دارالعلوم الاسلامیہ لاہور